معصومۂ کونین سلام اللہ علیہا کی عملی زندگی

محترمہ نثار فاطمہ صاحبہ

ایسے دور میں جب کہ اعتقادی باتیں ترچھی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہیں اور اس کے اس رمز پر عمیق نگاہ نہیں ڈالی جاتی کہ اس عقیدہ کے پس پردہ کیا فلاح وبہبود پوشیدہ ہے۔ جناب معصومہؑ کی ولادت وشادی کے متعلق تفصیلی واقعات بیان کرنا تو شاید خوش اعتقادی ومذہب پرستی پر محمول کردیا جائے۔

لہٰذا میں اپنی بہنوں کے سامنے معصومۂ کونینؑ کی عملی زندگی کے کچھ واقعات عرض کرنا چاہتی ہوں لیکن قبل اس کے یہ ذہن نشین کرلینا ضروری ہے کہ جناب معصومہ سلام اللہ علیہا کا سن مبارک صرف پانچ سال کا تھا کہ آپ کی والدۂ معظّمہ جناب خدیجۃ الکبریٰ کا انتقال ہوگیا اور آپ کی کل وجز کی تربیت سردار دوجہاں کے زیر نظر ہوئی۔ اب خواہ آنحضرتؐ نے زندگی کے ہر شعبہ کی تعلیم وتربیت عملاً فرمائی ہو یا بذریعہ وعظ وتلقین۔ لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ صنفِ نازک کی تعلیم وتربیت کا مسئلہ ایک مرد کے ہاتھ سے انجام پاکر دنیا کی عورتوں کے لئے ہر پہلو سے (دینی ہو یا دنیوی) نمونۂ عمل بن جانا اگر اعجاز نہیں کہا جاسکتا تو باعث استعجاب اس معنی میں ضرور ہے کہ آج تک کوئی مثال دنیا میں ایسی نہیں ملتی کہ صرف باپ کی تعلیم وتربیت سے بیٹی ایسے اوصاف حمیدہ وافعال حسنہ کی حامل ہوگئی ہو۔

میری معزز بہنیں اپنی جگہ پر جب آپ غور کریں گی تو معلوم ہوگا کہ عورت کے لئے شوہر کے گھر جاکر سب سے بڑا فریضہ جو اس کے ذمہ عائد ہوتا ہے وہ اطاعت شوہر وفرماں برداریٔ خاوند ہے۔ اس میں معصومۂ کونینؑ اپنی آپ نظیر ہوگئیں۔ اللہ! اللہ!! کس عورت کا ظرف ایسا ہے کہ وہ تاحیات اپنے شوہر سے کسی قسم کی فرمائش اس خیال سے نہ کرے کہ شاید میرا شوہر مجبور ہو تو اسے شرمندہ ہونا پڑے۔ مجھے تو معصومہؑ کی زندگی میں کوئی موقع بجز اس کے نظر نہیں آتا کہ ایک مرتبہ علالت کے موقع پر شوہر کے بار بار اصرار پر انار کی خواہش ظاہر کردی تھی تاکہ دنیا آئندہ چل کر ان واقعات سے کہیں یہ نتیجہ نہ نکال بیٹھے کہ معاذ اللہ رسولؐ کی بیٹی کے مزاج میں رعونت تھی ورنہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام جیسے شوہر کے بار بار اصرار پر فرمائش نہ کرنا کیا معنی؟

ماوراا س کے محبت وخدمت ووفاداری کا تعلق جہاں تک تھا اس کی کیفیت کو کوئی باب العلم سے دریافت کرے تو معلوم ہو کہ بعد وفات آپ کو وہ سکون وطمانیت نصیب نہ ہوئی جو حیات جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا میں حاصل تھی۔ خود جناب امیر علیہ السلام کے وہ الفاظ جو بعد وفات دہن مبارک سے نکلے آج تک دال ہیں۔ اب اس سے زیادہ اور ثبوت کیا ہوگا۔

دوسرا اہم فریضہ تعلیم وتربیت اولاد کا عورت کے ذمہ عائد ہوتا ہے جسے باوجود اولاد سے اس قدر الفت ومحبت ہونے کے کہ اگر مسجد نبوی سے آنے میں ذرا سی دیر ہوئی یا کوئی بچہ مسجد رسولؐ سے روتا ہوا آیا تو آپ نے چادر عصمت وطہارت اوڑھ لی، موزہ پہن لیے جس کے متعلق متعدد واقعات تاریخ وسیر کی کتابوں میں مسطور ہیں اور اہل علم ان سے خوب واقف ہیں پھر بھی تعلیم وتربیت کا عنوان کس قدر حسین ومعنی خیز وآسان تر تھا کہ جب بچے مسجد نبوی سے احکام الٰہی وحکم رسالت پناہی زبان وحی ترجمان سے سن کر آتے تھے تو آپ اسے نہایت حسن ومحبت کے لہجوں میں یہ کہہ کر اعادہ کراتی تھیں کہ ''بیٹا آج تمہارے نانا نے وعظ میں کیا بیان فرمایا:''

چنانچہ ایک روز جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب صلوات اللہ وسلامہ علیہ بیٹے کی فراست کی خبر پاکر خوش ہوئے اور لب ولہجہ دیکھنے کے لئے پس پردہ بیٹھے۔ ماں نے حسب معمول جناب امام حسن علیہ السلام سے پوچھا۔ شاہزادے نے شمیم ولایت کی خوشبو سے متاثر عرض کیا ''یا **اماہُ کل لسانی سید یوعانی**'' اے والدہ ماجدہ آج تو زبان لکنت کرتی ہے شاید میرے بابا دیکھ رہے ہیں۔

اب یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ جو کچھ قرآن میں ہے۔ خواہ دینی ہو یا دنیوی، تمدنی ہو یا اقتصادی سب کچھ رسولؐ نے امت تک پہنچایا اور اس کی مکمل تعلیم بذریعہ وعظ وپندی اور سب کچھ بچوں نے ماں تک پہنچایا اور ماں نے اعادہ کے طریق پر سُنا۔ پس کیا آج ہماری بہنوں کو اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کی طرف اس کا عشرِ عشیر بھی خیال ہے! لاکھ مکتب جائیں، مدرسہ میں کتابیں الٹیں، گھر پر معلم مقرر ہوں مگر کبھی کسی خوش نصیب ماں کو اس کی توفیق نہیں ہوتی اور نہ وہ اس امر کو سمجھتی ہیں کہ فطری محبت واُلفت کے باعث میری اس توجہ کا کتنا گہرا اثر چھوٹے بچوں کے دل پر پڑے گا۔

افسوس! میرا تو خیال ہے کہ ماں کی تھوڑی سی توجہ کے اس طرف مائل ہونے سے استاد کی محنت کبھی رائگاں نہ ہوگی اور لڑکے کے دل میں ماں کے خوش رکھنے کا شوق ان کی تعلیم کو دن دونی رات چوگنی کردے گا کیوں کہ ماں کی گود لڑکے کے لئے دنیا کی جنت ہے۔

تیسرا فریضہ خانگی ذمہ داریوں کا ہے کون نہیں جانتا کہ شہنشاہ دو جہاں پیغمبر آخرالزماںؐ رسول الثقلین کی اکلوتی چہیتی بیٹی ہوکر جھاڑو دینا، برتن دھونا، آٹا گوندھنا، تنور روشن کرنا، سینا پرونا، چکی چلانا، اون کاتنا، بچوں کی پرورش، شوہر کی خدمت، ہمسایوں کی دستگیری وغمخواری کون سا کام ایسا تھا جو جناب معظّمہ اپنے ہاتھوں سے خود انجام نہیں دیتی تھیں حتیٰ کہ جو دن جناب فضہ کے کام کرنے کا نہیں ہوتا تھا جنہیں آپ کی خادمہ ہونے کا شرف حاصل تھا اس دن ان کے سامنے تک کھانا لے جانا آپ کا معمول تھا۔ لیکن کبھی کسی کو شکایت کا موقع نہ ملا۔ نہ کہیں سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کاہلی وسستی کو راہ دی ہو یا کسی کی شکایت کی ہو۔ باوجود ان ذمہ داریوں کے ہمیشہ عبادت الٰہی میں سربسجود رہیں اور واحد ویکتا کے خوف وڈر کے ساتھ چنانچہ جناب امام حسن علیہ السلام ناقل ہیں کہ جب مادر گرامی محراب

عبادت میں کھڑی ہوتیں تھیں تو تمام جسم مبارک بید کی طرح لرزاں نظر آتا تھا اور چہرہ مبارک زرد ہوجاتا تھا اور اسے تو عوام دیکھتے تھے کہ ہمہ وقت دست اقدس سے امور خانہ داری کی تکمیل ہوتی تھی اور زبان ذکر معبود میں مصروف رہتی تھی۔ یہی وہ عنوانات عبادت الٰہی کے تھے کہ جب کبھی تسبیح پڑھتے پڑھتے عنودگی طاری ہوجاتی تھی تو ملائکہ بحکم رب العزت عزاسمہ آ کر تسبیح پڑھتے تھے اور دانے گردش کرتے لوگوں کو نظر آتے تھے۔

اب بہنیں غور کریں کہ ان لوازمات خانہ داری کا مکمل طریقے سے خود اپنے ہاتھوں انجام دینا فی نفسہ ایسا تھا کہ اگر ان کے مالی فائدوں کو جس کے ذریعہ سے مرد کی آمدنی کو یقینی قوت پہنچے گی نظر انداز کردیا جائے تو بھی کتنے فائدے اس سے ایسے حاصل ہوں گے جو آج سیکڑوں روپیہ کے خرچ کے بعد بھی حاصل نہیں ہوسکتے مثلاً سحر خیزی کا فائدہ کیوں کہ عموماً ان کاموں کی تکمیل کی فکر میں ہمیشہ علی الصباح اٹھنا پڑے گا۔ پس وہ نقصانات جو سات سات آٹھ آٹھ بجے تک پلنگ پر کروٹیں بدلنے سے معرض اظہار میں آتے ہیں یعنی پھیپھڑا خراب ہوجاتا ہے۔ غذا کے ہاضمہ میں فتور پیدا ہوتا ہے۔ سستی وکاہلت محسوس ہوتی ہے، خود بخود جاتی رہے گی اور دیگر امراض کا شکار نہ ہوں گے۔ اچھی خاصی ورزش ہوجائے گی۔ جسم توانا ومضبوط ہوگا۔ غذا پورے طریقے سے ہضم ہوگی۔ ضعف معدہ وضعف جگر کی شکایت مفقود ہوجائے گی۔ چہرے پر خون نظر آنے لگے گا۔ علاوہ اس کے طبی وشرعی اصول کے موافق اول شب سونے اور آخر شب جاگنے کی ضرورت ہوگی جس سے خود بخود تندرستی قائم رہے گی اور یہی طریقہ اول شب سونے وآخر شب جاگنے کا فطرت نے بھی بتایا ہے۔ مائیں جانتی ہیں کہ معصوم نما بچے اول شب سوتے ہیں اور آخر شب جاگتے ہیں۔

لہٰذا اب ہماری بہنیں ہمیں بتائیں کہ معظّمہ کا اس طرح سے اپنی پاک وروشن زندگی میں عملی نمونہ پیش کرنا کیا ہمیں یہی سبق دیتا ہے کہ ہم ان سے متمسک ہونے کا دعویٰ کریں۔ بغیر وضو نام لینا ادب کے خلاف تصور کریں۔ ان کی نذر ونیاز ڈھانک کردیں، اپنی بیٹیوں کا نام ان کے نام وخطابات والقاب کے توسل سے رکھنے میں سعادت دارین سمجھیں۔ ان کے مصائب وآلام پر گریہ کناں ہوں۔ معصومہ کے ایذا رسانوں سے بیزاری اختیار کریں لیکن ان کی عملی تعلیم کو اوچھی نگاہ سے بھی نہ دیکھیں۔ ان کی تاسی وپیروی میں کسرتِ شان محسوس کریں۔ مثلاً عرض کرتی ہوں کہ ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ مصائب وآلام وتنگی وعسرت کے موقعوں پر جو اس پاک وپاکیزہ گھر کی اس لحاظ سے خصوصیت تھی کہ نہ جانے اس گھر کی فاقہ کشی قدرت کو کس قدر مرغوب تھی لیکن بجز صبر وشکر کے کبھی کوئی لفظ نکلنا تو درکنار رہا دل میں بھی بے چینی واضطرابی کا شائبہ پیدا نہ ہوا۔ ہمیشہ لیف خُرمہ کی پیوند دار چادر زیب سر رہی مگر تشکر الٰہیہ میں زبان ہلتی رہی۔ جس کا ذکر آج تک ہم فخر ومباہات کے ساتھ اپنی محفلوں، مجلسوں، گھروں، عزیزوں، دوستوں میں کرتے ہیں لیکن کسی مومنہ کے پیوند دار کپڑوں کو دیکھ کر ہماری نگاہوں میں اس کی وقعت سبک ہوجاتی ہے۔ ہم اس کی

تضحیک کرنے لگتے ہیں۔ سامنے نہ سہی تو پیٹھ پیچھے جو کچھ جی میں آتا ہے کہہ گزرتے ہیں۔ نہ نہیں سوچتے کہ اگر پیوند لگا کر پہننا یا عسرت وتکلیف میں بسر کرنا ہمارے نزدیک معیار سبکی وذلت وتضحیک ہے تو ہمارے اس مفروضہ معیار سے معصومۂ کونین سلام اللہ علیہا کا کیا درجہ رہ جاتا ہے۔

لہٰذا ہم کو ایسی باتوں سے گریز کرنا چاہئے اور ان مواقع پر جس میں معصومۂ کونین کے تذکرے ہوتے ہیں ان کی عملی زندگی کو بیان کر کے اپنی بہو، بیٹیوں کو ان کی تاسی کا سبق پڑھنا چاہئے تا کہ حسن اخلاق، رواداری، انصاف، حق جوئی، ہمدردی، تحمل وایثار پیدا ہو اور ہم محنت ومزدوری وجفاکشی سے محبت کر کے صحیح معنوں میں معصومۂ کونینؑ کی پیرو کہلائیں۔

میں صحیح عرض کرتی ہوں کہ ہمارے لئے یہی روش باعث برکت وفلاح ہوگی اور ہم اسی تاسی کے ذریعہ سے دین ودنیا میں سُرخرو ہوں گے ورنہ ایسے دور میں جب کہ مغربی مسموم ہوائیں نہایت تیزی کے ساتھ قومیت ومذہبیت کو سم آلود بناتی جاتی ہیں اس طرح رُخ کرنے سے ہمارا وقار، ہماری عظمت، ہماری عفت، ہماری عصمت، ہمارا دین، ہمارا مذہب معرض خطر میں پڑ جائے گا کیوں کہ ہمارے بچے ہماری اس روزانہ نئے رنگ میں تبدیل ہونے والی حالت سے سبق آموز ہو کر بہت جلد کسی دوسرے رنگ میں رنگ اٹھیں گے جس میں دنیا وآخرت دونوں میں خسارہ اُٹھائیں گے۔

☆☆☆

امام زین العابدینؑ کی زندگی

(ایک تحقیقی مطالعہ)

ترجمۂ تصنیف ولی امر مسلمین رہبر انقلاب اسلامی آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای مدظلہٗ

قیمت: ۳۵ روپئے

نشانِ راہ (ہندی)

مجاہد ملت خطیب انقلاب مولانا سید حسن ظفر نقوی اجتہادی کے انقلاب انگیز، حوصلہ خیز اور ہمت پرور مقالات کا مجموعہ ''نشان راہ'' ہندی میں بس چند ہی دنوں میں مطبوع ہو کر ان شاء اللہ مومنین کے لئے تحصیل فوائد کا ذریعہ ہوگا۔

ناشر: نورِ ہدایت فاؤنڈیشن حسینیۂ حضرت غفران مآب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا کلب حسین روڈ، چوک، لکھنئو۔ ۳